

مومنہ شاہ

ایک ستم ایسا بھی

URDU Novelians

ایک ستم ایسا بھی

از مومنہ شاہ

سورج کی روشنی دھیرے دھیرے افق سے پھوٹنے لگی تھی۔ ملگجاسا اندھیرا اب بھی موجود تھا، چڑیاں چچھا کر صبح ہونے کا پتہ دے رہی تھیں۔ پودوں میں لگے پھول دھیرے سے کھلنے لگے تھے۔ چہار سوں پھیلے سرسوں کے کھیت، دور دور بنے کچی مٹی کے مکان اور ان مکانوں سے اٹھتا دھواں وہاں دن شروع ہو جانے کا پتہ دے رہا تھا،

گلابی آنچل اوڑھے وہ لڑکی سرسوں کے کھیت میں بھاگتی ہوئی پگڈنڈی پہ قدم لڑکھڑانے سے بچانے کو کبھی کبھی ہاتھوں کو ہوا میں اونچا کر کے اپنا توازن برقرار کر رہی تھی۔

میرب رک "۔ پیچھے سے اسکے پیچھے دوڑتا وہ لڑکا اسے مزید تیزی سے بھاگنے پہ مجبور کر رہا تھا۔ "

میں نہیں رکنے والی، خبیث انسان "۔ وہ بھاگتی ہوئی پھولی ہوئی سانسوں سمیت بولی۔ "

سن میرب میری بات تو سن لے "۔ اسنے اسکے پیچھے بھاگتے کہا۔ "

URDU NOVELIANS

میں نہیں رکو نگي اتنی پاگل تھوڑی ہوں۔" اسنے سلگ کر کہتے جیسے ہی قدم سڑک پہ رکھے اسکا " پیر مڑا وہ گری پر ہمت کر کے وہ دوبارہ اٹھی تھی۔ اونچی نیچی سڑک پہ بھاگتے بھاگتے اسنے پیچھے مڑ کے دیکھا وہ اب اسکے پیچھے نہیں تھا بھاگنا اسنے اب بھی نہیں چھوڑا تھا کہ یکدم اسکا نازک وجود کسی فولادی وجود سے ٹکرایا ڈر و خوف کے مارے اسکے حلق سے چیخ برآمد ہوئی، اسکے چیخنے پہ مقابل کے ماتھے پہ شکنوں کا جال بچھا تھا۔

چیخو مت۔" اسنے اسے خود سے دور جھٹک کر کہا۔

جی معافی۔۔" اسنے سر پہ آنچل درست کر کے سائڈ سے نکل جانا چاہا کہ مقابل کی آواز پہ وہ " رکی۔

اتنی صبح تن تنہا کیلی عورت کھیتوں سے نکل کر بھاگتی آرہی ہو لڑکی۔۔!! کیا کرنے گئی تھیں۔" اسنے کرخت لہجہ میں پوچھا۔

اسکی بات کا مفہوم سمجھتے میرب کے تو سر پہ لگی اور تلوں پہ بجھی۔

کہنا کیا چاہ رہے ہیں آپ۔" اسنے سلگ کر اسکے مقابل آتے کہا۔

وہی جو تم کر کے آرہی ہو۔" وہی سرد بے تاثر لہجہ۔

آپ ہوتے کون ہے مجھ پہ اتنا گھٹیا الزام لگانے والے۔" میرب نے مقابل کھڑے شخص کو " جلتی آنکھوں سے گھورا۔

اس گاؤں کا اگلا سردار۔" اسنے گردن اکڑا کر کہا۔

گاؤں کے اگلے سردار ہیں تو سرداروں والی حرکت کریں ایسی گری ہوئی باتیں اکثر شخصیت " بھی گرا دیتی ہیں۔" اسنے ایک ایک لفظ چبا کر کہا۔

بہروز چوہدری کی آنکھیں تعجب سے سے پھیلی تھیں۔ وہ تو اس لڑکی کو کوئی عام لڑکی سمجھ رہے تھے، پر شاید یہ عام دکھنے والی لڑکی بے حد خاص انداز و اتوار رکھتی تھی۔ جسکا اندازہ انہیں بخوبی ہو چکا تھا۔

بہت خوب۔" اسنے آنکھوں میں ڈھیروں چمک لیے کہا۔

اسنے اسکی بات پہ آنکھیں گھمائی اسنے قدم ایک بار پھر آگے بڑھانے چاہے تھے کہ وہ اسکی آواز سن کر رکی۔

دن کا اجالا بھی مکمل نہیں نکلا، اور تم جوان جہاں لڑکی گھر سے باہر نکلی پھر رہی ہو۔" اسنے " قدرے سنجیدگی سے کہا۔

URDU NOVELIANS

یہ۔۔۔ آپلے لینے اماں نے بھیجا تھا۔" وہ تنک کرواپس اسکے مقابل آئی ہاتھ میں پکڑے " آپلوں کا تھیلا اسکی آنکھوں کے پاس لے جا کر لہرایا۔
کیا تمہاری اماں کو خبر نہیں ہوئی کہ تم حسین ہو جوان ہو تمہارے ساتھ کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ " وہ اسے بغور تکتے بولا۔

تو غصہ سے اسکے نتھنے پھول گئے۔ اور وہ بنا مزید کچھ کہے اپنے گھر کی طرف قدم بڑھا گئی۔

♡♡♡♡♡

زمینوں پہ چلتا جھگڑا دوسر داروں کا تھا پر انکے ساتھ جمع ہوئے لوگ بنا اپنے کسی مفاد کے محض تفریح کا سامان کرنے اپنے گھروں سے نکل کر اپنے پسندیدہ سرداروں کی ٹیم کا حصہ بن گئے تھے۔

دونوں اطراف ایک دوسرے پہ بند و قیں تانے کھڑے وہ تمام لوگ محض تفریح کا سامان کر رہے تھے پر کون جانتا تھا کہ کب نجانے کیسے تفریح کا سامان کرتے کیسے یہاں ماتم کا سماں بن جانا تھا۔

ایک ہفتہ سے زمین پہ چلتا جھکڑا عروج پہ تھا۔ اور کہتے ہیں ناں ہر عروج کو زوال ہے۔ چوہدری مرزا حسین کے دونوں بیٹے بھی وہاں موجود تھے یکدم جنگ نے زور پکڑا معاملہ گرم ہوا اور سب کی بندوقیں ایک دوسرے پہ تن گئیں۔

مخالف پارٹی سے ایک بندہ سامنے نکل کر آیا چوہدری افراسیاب جو کے سولہ سترہ سالہ نو عمر لڑکا تھا۔ اسنے مخالف پارٹی کے ایک شخص کو بندوق تانے اپنی طرف بڑھتے دیکھا تو وہ یکدم ڈر کر بھاگا۔ پروہ شخص نارکا اسنے اسکے کندھے پہ گولی چلائی، گولی سیدھا کندھے پہ لگی وہ نو عمر لڑکا تڑپ کر نیچے بیٹھا، بندوق تھامے کھڑے بندے نے ایک اور گولی سیدھا اسکے سینے پہ دل کے مقام پہ اتاری تو یکدم وہ غش کھا کر زمین پہ سجدہ ریز ہو گیا۔ چوہدری بہروز کی نظر جیسے ہی اسکے وجود پہ پڑی وہ بھاگتا ہوا اس تک آیا پر شاید تب تک بہت دیر ہو چکی تھی۔ دوسری پارٹی کے تمام فریق بھاگ چکے تھے۔ چوہدری بہروز نے اپنے چھوٹے بھائی کو گود میں اٹھایا پاگلوں کی طرح وہ اسے اسپتال کے لیئے لے کر بھاگا تھا۔ پر اسپتال پہنچنے تک وہ جان کی بازی ہار چکا تھا۔ چودھریوں کی حویلی پہ مانوں غموں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا۔ مخالف پارٹی کے تمام لوگ بھاگ چکے تھے وہ تمام مرد علاقہ ہی چھوڑ کر بھاگ چکے تھے رہ گئی تھیں تو محض انکی عورتیں، جس شخص نے گولی چلائی تھی، اس شخص کو سب لوگ جانتے تھے وہ انکے گاؤں کا ہی تو بندہ تھا۔ حیات عالم ایک عام کسان

تھا پر ایک عام سے کسان کی ایک جرأت اسے کتنی بھاری پڑنے والی تھی شاید اس بات سے وہ کسان بے خبر تھا۔

وہی ہوا جو ایسے علاقوں میں ہوتا تھا۔ پولیس آئی اپنے علاقے کا معاملہ کہہ کر انہیں چلتا کر دیا۔ اور پھر جرگہ بٹھایا گیا، جرگہ میں حیات عالم کی بیوی کو بلایا گیا، جرگہ میں پیسوں یا پھر ونی خون بہا کو رکھا گیا۔ جس میں سے چوہدریوں نے خون بہا کا انتخاب کیا کیونکہ انکے بھائی اتنا رزاں تھوڑی تھا کہ اسکا قتل چند نوٹوں کے واسطے معاف کر دیتے۔

خون بہا میں حیات عالم کی بیٹی میرب حیات عالم کو ونی کر دیا گیا میرب حیات عالم کا نکاح چوہدری بہروز سے کر دیا گیا۔ اور پھر ایک بار پھر وہی خون بہا کی داستان شروع ہو گئی جو شاید ان جاگیرداروں کے ہاں برسوں سے چلتی آرہی تھی۔

نام کیا ہے تمہارا۔" میرب کے سامنے بیٹھی سفید دوپٹے کے ہالے میں بیٹھی پر شفیق عورت نے "نرم لہجہ میں پوچھا۔

URDU Novelians

میرب۔" اسنے دھیرے سے کہا۔

بڑا پیارا نام ہے۔" انہوں نے نرم آنکھوں سے کہا۔

شنو۔" اماں جی نے شنو کو آواز لگائی جو کسی بوتل کے جن کی مانند وارد ہوئی۔

جی اماں جی۔" اسنے سعادت مندی سے سر جھکا کر کہا۔"

اسے بہروز کے کمرے میں لے جاؤ۔" انہوں نے شنو کو دیکھ اسی نرم لہجہ میں کہا۔"

جی اماں جی۔" سعادت مندی کی حدود پار کرتے شنو نے میرب کو اپنے ساتھ چلنے کو کہا وہ " خاموشی سے اسکے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔

ایک کمرے کے دروازے کے پاس رک کر شنو نے اسے اندر جانے کا اشارہ کیا وہ خاموشی سے اندر چلی گئی۔

اندر گھستے ہی اسنے گہرا سانس لیا اور سامنے پڑے دیوان پہ جا بیٹھی، اسے کچھ تسلی ہوئی تھی نہیں تو وہ بہت خوفزدہ ہو چکی تھی۔ پر ضروری نہیں تھا کہ ہر کوئی اس سے نرمی کا برتاؤ کرتا۔ یہ سوچ کر ہی اسکی کالی سیاہ آنکھوں میں آنسو چمکے۔

URDU Novelians ♥♥♥♥♥♥♥♥

وہ گہری نیند میں غرق تھی کے یکدم کسی نے اسے جھنجھوڑ کر اٹھایا،

ہمت کیسے ہوئی تمہاری یہاں اتنے سکون سے سونے کی ہماری زندگیوں کا سکون برباد کر کے " سکون سے تو میں تمہیں بھی نہیں رہنے دوں گا۔" وہ اسے بازو سے کھینچ کر اٹھاتا سپہ جھکا غصہ سے

چنچ رہا تھا۔ اسے اسکی سرخ آنکھیں دیکھ یکدم خوف آیا خشک ہوتے لبوں کو تر کرتے اسنے کچھ کہنے کے کیلیئے منہ کھولنا ہی چاہا کہ اسکے اگلے الفاظ اسکا دماغ گھوما گئے تھے۔

تم جیسے گھٹیا لوگ میں جانتا ہوں تم کس گھٹیا باپ کی گندی اولاد ہو۔" وہ تو مانوں اسکے کانوں میں "سیسہ انڈیل گیا تھا۔

ہمت کیسے ہوئی میرے باپ کے بارے میں یا میرے بارے میں ایسے الفاظ استعمال کرنے "کی۔" وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھ کر سرکش لہجہ میں کہتی اسے مزید سلگائی تھی۔ جیسے ہوتی ہے ویسے ہی ہوئی ہے ہمت اور تم کون ہوتی ہو مجھے میری ہمت کا بتانے والی غلام ہو "تم ہماری ونی ہو تم تمہاری اتنی لمبی زبان مشکل میں ڈال دیگی تمہیں۔" وہ اسکے بال مٹھی میں دبوچتا حقارت سے بولا۔

اگر آپ سوچ رہے ہیں ناں کہ میں ڈر جاؤں گی اور آپکی کسی غلط بات کو برداشت کرونگی تو یہ آپ کی سوچ ہے۔" وہ اب بھی باز نا آئی تھی۔ وہ اسکی ہمت دیکھ تمسخر سے ہنسا تھا۔

بہت دیکھی ہیں تم جیسی دودو کوڑی کی عورتیں "۔ وہ اسکے بالوں کو مزید سختی سے دبوچتا نفرت "آمیز لہجہ میں بولا۔

دیکھی ہو گئی پر میرب حیات نہیں ہو گئی۔" وہ اسکی گرفت سے اپنے بال آزاد کرانے کی " کوشش کرنے لگی۔

زبان کو لگام دو اپنی۔" اسنے اسکے چہرے پہ اپنی پانچوں انگلیاں چھاپ دیں۔ میرب کی آنکھ " سے ایک آنسو ٹپکا۔

نہیں دو گئی۔" ضدی تو وہ بھی صدا کی تھی۔"

اگر اس زبان کو لگام نادی ناں تو بہت پشٹاؤ گئی۔" وہ اسے گردن سے دبوچتا بولا۔"

اگر میں نے غلط کو غلط نا کہاناں خاموشی سے ظلم سہتی رہی تو اور بھی پشٹاوا ہو گا۔" وہ بہ مشکل " بولی۔ اسکا چہرہ سرخ ہو چکا تھا اب تو اسے سانس لینے میں بھی دکت ہو رہی تھی کے مقابل نے ایک جھٹکے سے اسکی گردن چھوڑ دی۔ وہ کھانستے ہوئے اسکے پاس سے اٹھی تھی وہ بیڈ پہ اسکے بے حد قریب بیٹھا تھا، اور اسکی قربت میرب حیات کو کسی صورت منظور نہیں تھی۔

وہ بے حد تھک چکی تھی اس وجہ سے اسکی آنکھ لگ گئی تھی پر اچانک اس شخص کا آکر اسے ایسے اٹھانا اسکے تمام حواس جھنجھوڑ گیا تھا۔

وہ اسکو سنا کر کمرے سے واپس نکل گیا تھا۔ میرب کو اپنا سر دکھتا ہوا محسوس ہوا۔ اسنے جو تھپڑ اسکے چہرے پہ مارا تھا۔ وہ اسکے حواس جھنجھنا گیا تھا۔ وہ ہمت کرتی کمرے سے باہر آئی حویلی میں ملازموں کے علاوہ کوئی موجود نہیں تھا۔

اس وقت شام کے پانچ بج رہے تھے۔ وہ ننگے پیر چلتی ہوئی حویلی کے مین دروازے سے نکل کر باہر بنے برآمدے میں آئی تھی۔

اماں جان وہیں بیٹھی تھیں، وہ انکے پاس جا کر سلام کرتی تخت پہ بیٹھی۔ تو وہ اسے دیکھ نرمی سے مسکرائی تھیں۔ "وعلیکم اسلام"۔ انہوں نے شفقت سے کہا۔

آرام کر کے اب کچھ بہتر لگ رہا ہو گا ناں تمہیں"۔ انہوں نے نرمی سے کہا۔

جی پر سر میں درد ہو رہا ہے"۔ وہ دھیمی سے آواز میں کہتی اماں جان کو بڑی پیاری لگی تھی۔

شنو جا جا کر بچی کے لیئے کھانا لا، اور پھر اچھی سی چائے چڑھا ہم دونوں کے لیئے، اور تم آؤ ادھر"

دم ڈال دوں ابھی غائب ہو جائے گا سر درد"۔ انہوں نے اسے اپنے قریب بیٹھنے کو کہا۔ وہ ذرا سی

کھسک کر اماں کے پاس ہوئی اماں نے دم ڈالنا شروع کیا اسکا سر شدید درد کر رہا تھا۔ کافی دیر

خاموشی کے بعد اماں کی آواز اسکی سماعتوں سے ٹکرائی۔

جانتی ہوں بہروز آیا تھا، اور شاید اسنے تم سے بد تمیزی بھی کی ہو، پر تم صبر سے کام لینا دیکھنا "

بہت جلد وہ تمہارے صبر کے آگے ہار جائے گا۔" اماں نے اسکے سر کو دباتے کہا۔ دم شاید وہ ڈال چکی تھیں۔

اماں جی ہر چیز پہ ہم عورتیں ہی کیوں صبر کریں۔" اسکے لہجہ کی تلخی محسوس کرتیں وہ دھیرے سے مسکرائی تھیں۔

اگر صبر نہیں کرو گی تو کبھی خوشیاں نہیں آپائیں گی تمہارے قریب تم جانتی ہو سکھ ہمیشہ "

ڈھیروں آزمائش کے بعد ملتا ہے پھر وہ چاہے مرد ہو یا عورت دونوں کو آزمائش سے گزرنا پڑتا ہے۔" انہوں نے نرمی سے کہا۔ میرب نے جھٹ آنکھیں کھول کر انہیں دکھا۔

پر میں نے مرد کو آزمائشوں میں گھرا نہیں دیکھا۔" وہ سنجیدگی سے بولی۔ "

پگلی۔۔۔!! یہ جو بہروز جس دور سے گزر رہا ہے یہ اسکی بھی تو آزمائش ہے، اسنے اپنا بھائی کھویا "

ہے، یہ جو آگ اسکے سینے میں جل رہی ہے ناں یہ ہی سب سے بڑی آزمائش ہے، اور سب سے بڑی بات تم دونوں کا رشتہ بہت پیارا ہے بس اگر تم دونوں وقت پہ سمجھ جاؤ۔" انہوں نے اسکے گال پہ ہاتھ رکھ کر کہا۔

کیا ضمانت ہے اس بات کی کہ وہ میرے صبر کے آگے ہار جائے گا۔" اسنے انہیں تکتے نرمی سے " پوچھا۔

میں ضمانت ہوں، میں یہ بات دعوے سے کہہ سکتی ہوں کہ وہ تمہارے صبر کے آگے ہار جائے گا۔" انہوں نے شفقت سے اسکے ماتھے پہ بوسہ لیا۔

مجھے لگتا تو نہیں پر پھر بھی کوشش کرونگی۔" اسنے آنکھیں مٹکا کر کہا۔

صبر کوشش سے نہیں کیا جاتا جب صبر کیا جاتا ہے تو بس صبر ہی ہوتا ہے پھر اسکو کرنے کے لیے کوشش نہیں کرنی پڑتی۔" وہ نرمی سے بولیں۔

ہم سہی میں صبر کرونگی۔" اسنے نظریں جھکا کر کہا۔ شنوا سکے لیے کھانا لائی اسنے کھانا کھایا " اتنے میں چائے بھی تیار ہو چکی تھی وہ چائے لے کر آئی۔

اسنے اور اماں نے چائے پی پھر اسکو ایک سر درد کی گولی دی پھر وہ دیر اماں جی کے ساتھ ہی رہی اور رات آٹھ بجے اماں نے اسے اسکے کمرے میں بھیج دیا۔ وہ من من بھر کے ہوتے قدم لیے کمرے میں جیسے ہی گھسی وہ سامنے بیڈ پہ ایک شان سے پڑا نجانے کس سے موبائل کان سے لگائے ہم کلام تھا۔ اسکو دیکھ اسنے کال کاٹی تھی اسکی آنکھوں میں چھپی نفرت دیکھ اسکے پیر کانپنے تھے۔

وہاں کیا کھڑی ہو کیا پتھر کا مجسمہ بن گئی ہو، یہاں آؤ۔" اسنے سرد بے تاثر لہجہ میں اسے اپنی طرف آنے کو کہا۔

ج۔۔جی۔" وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی جیسے ہی اسکے پاس آئی۔ اسنے اسے ہاتھ سے کھینچ کر بیڈ پہ گرایا تھا۔ وہ یکدم اسکی آغوش میں آگری تھی۔ وہ اس وقت برے سے برے رویے کی امید کر رہی تھی پر یہ کیا خوف سے اسکے پیر کانپ اٹھے تھے۔ اسنے اٹھنا چاہا کہ یکدم وہ کروٹ لے کر اسپہ مکمل طور پر جھکا۔

راہ فرار ممکن نہیں۔" اسنے سخت انگلیاں اسکے چہرے پہ پھیرتے کہا۔ میرب کا سانس اٹکا تھا۔ "مجھے۔۔۔ پتہ تھا۔۔۔ مجھے دیکھ تم یونہی پل میں پگھل جاؤ گے۔" وہ تمسخر سے گویا ہوئی۔ "ہاں تمہیں تو ویسے بھی بڑا تجربہ ہے ناں مردوں کو پل میں پگھلانے کا۔" اسنے بھی سیدھا خنجر سے وار کیا تھا۔ "میرے بارے میں ایسے الفاظ نا استعمال کریں۔" وہ اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھتی اسے خود سے دور کرنے کے جتن کرنے لگی تھی کہ وہ یکدم اسپہ مزید حاوی ہوا تھا۔ دونوں کے وجود ایک دوسرے سے مکمل طور پہ جڑے پڑے تھے۔

میرادل جیسے الفاظ استعمال کرنے کو کرے گا میں کرونگا اور تم ہوتی کون ہو مجھے یہ بتانے والی " کہ میں تمہارے لیے کیسے الفاظ استعمال کروں، تم ایک قاتل کی بیٹی ہو، اور تم یہاں اپنے باپ

کے جرم کی سزا کاٹنے آئی ہو، یہ انداز یہ کانفیڈینس تم پہ سوٹ نہیں کرتا۔" وہ اسکے بالوں کو اپنی مٹھی میں قید کرتا اپنے لہجہ میں ڈھیروں نفرت سموئے گویا ہوا۔

بیوی ہوں آپکی، عزت کی مستحق ہوں۔" نم لہجہ میں کہا گیا۔

اچھا اتنی ہی عزت دار ہو اور عزت کی مستحق ہو تو بتاؤ اس دن ان کھیتوں میں کیا کر رہی " تھیں۔" وہ اسکا چہرہ دبوچ کر غرایا۔ "میں نے اس دن بتایا تو تھا کہ میں آپلے لینے گئی تھی۔" وہ نم لہجہ میں گویا ہوئی۔

اچھا اور آپلے لینے کے بہانے اپنے کس عاشق سے ملاقات کر کے آرہی تھیں۔" اب کے اس " کا لہجہ حد سے زیادہ تضحیک آمیز تھا۔

دور ہٹیں۔" وہ یکدم اسے دھکا دے کر اٹھی تھی وہ بھیگی بلی سے یکدم خونخوار شیرنی بن گئی " تھی۔ وہ اسکے خونخوار ہونے پہ تمسخر سے ہنسا تھا۔

جس میں خامی ہو وہ یونہی بھڑکتا ہے۔" وہ بیڈ کی دوسری سائنڈ پہ ہوتا طنز اہنسا تھا۔

آپ جیسا انسان جسکی سوچ اس حد تک گری ہوئی ہو میں نے آج تک نہیں دیکھا۔" وہ حقارت سے کہتی اسے سلگا گئی تھی۔

میں کتنا گرا ہوا انسان اس کا اندازہ تمہیں بہت جلد ہو جائے گا، زیادہ میرے منہ لگنے کی ضرورت نہیں۔" سگریٹ کو لائٹر سے جلا کر ایک کش لیتے کہا۔

مجھے اچھے سے معلوم پڑ چکا ہے کہ آپ کیسے مرد ہو۔" وہ ماتھے پہ لا تعداد تیوریاں سجائے کہتی " لیٹنے لگی تھی کہ اسکے الفاظ سن کر اسنے اسے دیکھا۔

یہاں سونے کی ضرورت نہیں اپنے مرنے کا بندوبست کہیں اور کر لو۔" وہ بد تمیزی کی تمام " حدود پار کر گیا تھا۔

میں تو یہیں سوؤں گی بیوی ہوں آپ کی۔" وہ جیسے سلگی۔

اچھا بیوی ہو ٹھیک ہے پھر حقوق ادا کرو میرے۔" اسنے اسے ستانے کو کہا۔

سوچنا بھی مت ایسا کچھ آپ جیسے انسان کے ساتھ میں کوئی تعلق کبھی نہیں بناؤں گی۔" وہ " آنکھوں میں ڈھیروں نفرت و حقارت لیے بھڑکی۔

سمجھ کیا رکھا تم نے مجھے شاید تم نے ابھی ٹھیک سے مجھے پہچانا نہیں میں چوہدری بہروز ہوں،

میرے ساتھ اس انداز میں بات کرنے کی ہمت کوئی نہیں رکھتا اور جو رکھتا ہے ناں میں اسکی

ہمت توڑ دیتا ہوں۔" وہ اسے کھینچ کر اپنی طرف سرکا گیا تھا۔ جس وحشی انداز میں اسنے اسے اپنی

گرفت میں جکڑا تھا وہ تڑپ کر ہی تورہ گئی تھی۔ اسنے اسکی مضبوط گرفت سے خود کو نکالنا چاہا پر ناممکن سی بات تھی۔

چھوڑو مجھے۔" اسنے اسکی انگلیوں کی جنبش کو اپنے وجود پہ ہوتا محسوس کر کے سسک کر کہا۔ " اور پھر وہ ہوا جو شاید ہونا تو چاہیے تھا پر ایسے نہیں۔۔ بہروز نے اسکا لباس ایسے نوچ کر اس سے الگ کیا تھا۔ کہ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھی۔

بہروز نہیں۔" اسنے یکدم سرنفی میں ہلایا۔ بہروز نے گہری نظروں سے اسے تکا۔ " کیوں نہیں ہاں۔" اسنے اسکے چہرے پہ انگلی پھیر کر کہا۔ "

پلیز دور ہٹیں۔" وہ گہرے سانس لیتی روندھی ہوئی آواز میں بولی۔ "

بہروز تمسخر سے ہنستا اسکے لبوں پہ اپنا مضبوط ہاتھ جماتا اپنا حق وصول کر گیا تھا۔

کچھ دیر بعد نیم اندھیرے کمرے میں اسکی سسکیاں گونجنے لگی تھیں، وہ جو ابھی اسکو ریزہ ریزہ کر کے پیچھے ہٹا تھا۔ اسکے رونے کی آواز جب اسکے کانوں میں پڑی تو اپنے کیئے پہ شرمندہ ہونے کے باوجود بیزار سے لہجہ میں گویا ہوا۔

بند کرو یہ رونادھونا ایسا بھی کوئی ظلم نہیں کیا جو رونا ہی بند نہیں ہو رہا۔" وہ کروٹ بدل گیا۔ "

وہ اسکے روکنے پہ بھی نار کی ساری رات اسکی روتے روتے گزری صبح کی روشنی لگنے سے پہلے ہی وہ اپنی حالت درست کر کے کمرے سے نکل چکی تھی۔ جیسے ہی مولوی نے اذان دی دھیرے دھیرے حویلی میں چہل پہل ہونے لگی۔ میرب نے جلدی جلدی نماز پڑھی اور جب دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو انسوؤں اور سسکیوں کے سوا کچھ نہ تھا۔

اماں جی بھی اٹھ چکی تھیں، وہ انکے پاس آ کر بیٹھی تھی۔ یکدم بہروز کے والد نماز پڑھ کر جیسے ہی گھر میں داخل ہوئے اور اسے دیکھ کر جو بے عزتی انہوں نے اسکی کی، وہ رات کو کی گئی انکے بیٹے کی کی زیادتی کو بھی پیچھے چھوڑ گئی تھی۔ صبح صبح حویلی کی دیواریں انکی دھاڑ سے کانپ اٹھی تھیں۔ وہ ظالم بھی نیند سے بھری آنکھیں لیے جیسے ہی جدید طرز کے بنے لاؤنج میں آیا تو میرب سر جھکا کر رو رہی تھی اور اسکے ابا اسکے سر پہ کھڑے اسے نجانے کیا کچھ کہہ رہے تھے۔ اسے برا لگا۔ پر اسنے کچھ نہ کہا۔ خاموش رہا۔ نظر ایک بار پھر اسکے کملائے چہرے پہ پڑی تو وہ محض لب بھینچ گیا۔ پر جب ابا نے اسکے کردار پر بولنا شروع کیا تو اسکی برداشت بالکل ختم ہونے لگی تھی، اسکے دماغ کی رگیں غصہ سے تن گئی تھیں۔ وہ یکدم بھڑکا۔

ابامیری بیوی کے بارے میں ایسے الفاظ آپ کیسے استعمال کر سکتے ہیں۔" وہ مشتعل ہوا۔"

بیوی نہیں ہے تمہاری یہ ونی ہے۔" ابا چیخے۔"

ابا غلط بات نا کریں نکاح کر کے لایا ہوں۔" وہ جیسے بھڑا۔"

ہاں نکاح بے شک کیا ہو پر اسکی حیثیت ہماری ملازمہ سے بھی کم ہے۔" وہ بھی بھڑکے تھے۔ "میرب پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی اماں جی نے یکدم اسے اپنے سینے میں بھینچا تو وہ مزید سسک اٹھی۔

ابا تن فن کرتے وہاں سے جا چکے تھے اور وہ سامنے کھڑا تھوں کی مٹھیاں بھینچ کھڑا اب اسے غصہ سے گھور رہا تھا۔ یکدم وہ آگے بڑھا بغیر اماں جی کا لحاظ کیئے اسے کلائی سے تھامتا گھسیٹتا ہوا کمرے میں لیکر آیا تھا۔ ایک جھٹکے سے اسے بیڈ پہ لا کر پھینکا تو وہ یکدم سیدھی ہو کر بیٹھی۔ آئینہ سے جب تک ابا گھر پہ ہوں کمرے سے نکلنا۔" اسنے کمرے میں طیش کے عالم میں چکر "کاٹتے کہا۔

ایسا غلط کچھ انہوں نے بھی نہیں کہا جو آپ نے کیا وہ اس سے زیادہ تو ہین آمیز تھا۔" وہ اسکے مقابل کھڑی ہوتی نم لہجہ میں گویا ہوئی۔

URDU Novelians

بکو اس بند کرو۔" وہ نظریں چرا کر بولا۔

بکو اس نہیں ہے یہ سچ ہے جسے آپ جھٹلا نہیں سکتے ارے آپ سے بہتر تو سہیل تھا۔ وہ میری عزت پہ تاک لگائے بیٹھا تھا جانتے ہو کیوں۔۔؟؟ کیونکہ میں اسکی عزت نہیں تھی پر آپکی تو عزت تھی ناں۔۔!!۔" وہ اسے دیکھ افسوس سے کہتی اسکے غصہ کو مزید ہوا دے گئی تھی۔

کیا بکواس کر رہی ہو ہاں، میں نے کوئی گناہ نہیں کیا سمجھی۔" وہ یکدم بھڑک تھا اسنے اسکی " گردن کو اپنی مضبوط گرفت میں جکڑا تو اسکی سانسیں بند ہونے لگیں۔ اسنے اسے خود سے دور کرنا چاہا۔ اپنی گردن آزاد کرانی چاہی پر وہ تو شاید غصہ میں آپے سے ہی باہر ہو جاتا تھا۔

آج تو کی ہے یہ بکواس آئینہ کرنے کے بارے میں سوچنا بھی مت اور کون ہے یہ سہیل؟۔" وہ اسکی گردن چھوڑتا اسے بازو سے دبوچ گیا تھا۔

کوئی نہیں ہے۔" وہ اپنی سانسیں بہال کرتی اسے خود سے دور جھٹک گئی تھی۔

مجھے اپنی چلانے والے لوگ بالکل پسند نہیں سمجھی تم۔" وہ اسے جھنجھوڑ کر بولا۔

پر میں اپنی ہی چلاؤں گی میں کسی کے ہاتھ کی گڑیا نہیں بن سکتی۔" وہ اپنا آپ اس سے چھڑاتی " پھنکاری۔ اسکے یہی انداز بہروز کے غصہ کی وجہ بن رہے تھے۔ وہ اسے بیڈ پہ جھٹک کر خود الماری سے کپڑے لیٹاوا شروع میں بند ہو چکا تھا۔ اور وہ محض سسک کر رہ گئی تھی۔

وہ بھی کمرے سے نکل کر باہر آئی تو اماں وہیں بیٹھی تھیں وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی انکے پاس آکر بیٹھی تھی۔

اسنے ہاتھ تو نہیں اٹھایا نا تم پہ۔" انہوں نے اسکے بالوں پہ ہاتھ پھیرتے کہا۔

اسنے گردن کو ذرا سا ترچھا کر کے انہیں دیکھا اور پھر خاموشی سے سر کو نفی میں ہلا دیا۔ اماں جی نے گہرا سانس خارج کیا۔ اور اسے بغور تکا۔

جانتی ہو تم ونی ہو جی تمہیں یہ سب سہنا پڑ رہا ہے بلکہ اس سے زیادہ سہنا پڑتا ہے ونی میں " آء عورتوں کو پر تم جانتی ہو ایسی بھی عورتیں ہیں جو ونی نہیں ہوتیں، انہیں دھوم دھام سے خوشی خوشی گھر کی بہو بنا کر لایا جاتا ہے اور پھر انکے ساتھ ایسا سلوک ہوتا ہے جیسا تمہارے ساتھ ہو رہا ہے "۔ وہ اسکا ہاتھ تھامتی نرمی سے گویا ہوئیں۔

اماں جی اگر انکے ساتھ ایسا سلوک ہوتا ہے ناں تو وہ اپنے میکے جا کر بیٹھ جاتی ہیں، طلاق لیتی ہیں " اور اپنی زندگی آسان کر دیتی ہیں، پر مجھ جیسی ونی ہوئی عورتیں تو صبر اور برداشت کے کچھ کر ہی نہیں سکتیں "۔ اسنے شوخی ہوئی نظریں جھکا کر کہا۔

سو فیصد میں سے پچھتر فیصد عورتیں برداشت کرتی ہیں، یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ وہ طلاق لے لیتی ہیں یا پھر میکے چلی جاتی ہیں، ایسا نہیں ہوتا انکے بچے انکے پیروں کی زنجیر بن جاتے ہیں، وہ اپنے بچوں کی خاطر خود کو مار دیتی ہیں اپنی خواہشوں کا گلا گھونٹ دیتی ہیں "۔ انہوں نے قدرے افسوس سے کہا۔

کاش اماں جی میں ونی نا ہوتی ایسے سلوک پہ نامیں آپ کے بیٹے کی اینٹ سے اینٹ بجا دیتی "۔ اپنے بے بسی پہ اسے ایک بار پھر رونا آیا۔

آنچل اسکا ہلکا سا ڈھلکا تو گردن پہ اسکی انگلیوں کے نشان اماں کی نظر سے پوشیدہ نارہ سکے ابھی وہ اسے کچھ کہتیں اسنے اپنا آنچل درست کیا۔ سامنے وہ نک شکس تیار لاؤنج میں آیا، صوفہ پہ بیٹھ کے اسنے اسے ایک نظر دیکھا اور پھر دوبارہ نظر جھکا کر اپنے موبائل میں مشغول ہو گیا۔

تم نے اس پہ ہاتھ اٹھایا ہے؟"۔ اماں نے سخت گیر لہجہ میں پوچھا۔
اسنے نا سمجھی سے سر اٹھایا۔

جی اماں جی۔"۔ اسنے کچھ الجھن کا شکار ہو کر پوچھا۔

تم نے میرب پہ ہاتھ اٹھایا ہے۔"۔ انہوں نے سختی سے دریافت کیا۔
میرب اسکی گھوری خود پہ دیکھ یکدم سٹپائی تھی۔

نہیں اماں جی ایسا تو کچھ نہیں کیا میں نے۔"۔ اسنے بہ مشک الفاظ ترتیب دیئے۔

تم نے نہیں کیا تو کش نے کیا ہے اسکی گردن پہ تمہاری انگلیوں کی نشان باقاعدہ پڑے ہیں۔"۔
اماں کے لفظ لفظ میں سختی تھی۔

اماں جی وہ غصہ آگیا تھا۔"۔ اسنے نگاہیں جھکا کر کہا۔

یہ کیا بت ہو گئی غصہ آگیا، تو کیا بیوی کے ساتھ ایسا سلوک کرو گے۔"۔ انہوں نے اسے گھر کا۔

معذرت اماں جی آئندہ خیال رکھوں گا۔" اسنے نگاہیں جھکا کر کہا۔

اگر آئندہ ایسا کچھ ہو تو بہروز میں نے تم سے بات نہیں کرنی۔" وہ خفگی سے بولیں۔
وہ یکدم تڑپ ہی تو گیا تھس۔

اماں جی آپ دوسروں کی خاطر مجھ سے ایسے برتاؤ نہیں کر سکتیں، آپ میری ماں ہیں آپکا کہا "پتھر پہ لکیز کی مانند ہے، آپ ایسے ناراضگی کی دھمکی نادیا کریں۔" وہ اٹھ کر انکے قدموں میں آ بیٹھا تھا۔

اور وہ محض دیکھ کر رہ گئی تھی کہ اسے اپنی ماں سے اسقدر عقیدت تھی۔
آپ ہمیں شرمندہ نہیں کریں گے کبھی کچھ ایسا کر کے جس سے ہماری تربیت پی حرف آئے تو "ہم کیوں خفا ہونے لگے آپ سے۔" انہوں نے نرمی سے اسکے چہرے پہ ہاتھ بھیرا۔
اماں جی میں وعدہ کرتا ہوں اب تک جو کچھ ہوا وہ ہو گیا پر اسکے بعد میں کچھ بھی غلط نہیں کروں گا۔" وہ ادب سے نگاہیں جھکا کر بولا۔

او پھر جو اسنے کہا تھا اسنے وہی کیا، وہ حیران ہوئی تھی کوئی شخص اپنی بات کا اتنا پکا کیسے ہو سکتا ہے۔
وہ کمرے میں ہوتی تو وہ اس سے کلام تک نا کرتا۔ چاہے اچھا ہو یا برا یہ سلسلہ پچھلے چار ماہ سے ایسے ہی چل رہا تھا۔ اسکی بھی روٹین کافی بدل گئی تھی۔ وہ صبح اٹھ کر شنو کے ساتھ لگ کر گھر کے

کاموں میں حصہ لینے لگی تھی پھر باقی کا دن اماں جی اور پودوں کے ساتھ گزرتا اور اس سے کبھی سامنا ہوتا تو وہ اسے سے نگاہ پھیر کر نکل جاتا۔

ابھی وہ لگی باہر لگے پودوں کو پانی دے رہی تھی، کالے رنگ کا لان کا پرنٹڈ سوٹ پہنے بالوں کی لمبی چوٹی بنائے کھڑی تھی۔ پائپ لے کر وہ دوسری پیاری کی طرف مڑی کہ یکدم پائپ کے سامنے نمودار ہوتا وجود پورا کا پورا بھیگ گیا۔ اسنے بے ساختہ ہاتھ منہ پہ رکھے اور پائپ زمین پہ پھینکتی دو قدم اچھل کر پیچھے ہوئی اور یکدم بھاگتی ہوئی اماں جی کے پاس پہنچی تھی۔ وہ کافی دیر تک انتظار کرتی رہی کہ اب وہ اسکی بیستی کرے گا پر ایسا نہ ہوا۔ اسے کچھ تسلی ہوئی۔ شام کی چائے پی کر وہ اماں جی کی ٹانگیں دبار ہی تھی کہ وہ اماں جی کے پاس آیا انہیں سلام کر کے پاس پڑی کر سی قریب کھسکائی اور بیٹھا۔ میرب نے چور نظر سے اسے دیکھا۔

وہ اماں جی کی طرف متوجہ تھا، "

اماں جی آپ نے بلایا تھا۔" اسنے اماں جی کو تکتے پوچھا۔ "

ہاں بیٹا بلایا تھا۔" انہوں نے اٹھتے ہوئے میرب کے ہاتھ تھام کر روکے۔ میرب نے آٹھ کر " کمرے سے نکل جانا چاہا پر اماں نے اسے روک لیا، وہ جانتی تھی اماں کیا بات کرنے والی ہیں اسکا دل دھڑکا، وہ بات جو تقریباً چار ماہ سے پوشیدہ تھی وہ بات آج اماں جی اسے بتانے والی تھیں۔ وہ بے حد خوفزدہ تھی اسکاری ایکشن سوچ کر۔

URDU NOVELIANS

اسکی بھی بے ساختہ نظر اسپہ پڑی تو اسے اسمیں نجانے کیوں پر پہلے کے مقابلے میں کافی تبدیلی محسوس ہوئی۔

بہروز تم باپ بننے والے ہو۔" اماں جی نے سنجیدگی سے کہا۔ "

جی۔۔!!"۔ اسے حیرت ہوئی۔ "

ہاں تمہیں چار مہینے پہلے اس لیے نہیں بتایا کیونکہ تم کافی غصہ میں رہتے تھے ان دنوں۔" اماں جی نے نرمی سے کہا۔

میرب نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔ بہروز کو تو سمجھ ہی نا آئے کیا کرے، عجب سی بے بسی تھی۔ اسنے ایک میرب کو دیکھا، وہ بیٹھی نظریں جھکائے انگلیاں چٹخا رہی تھی۔ کمرے میں گہری خاموشی تھی۔ وہ گہری سانس لے کر اٹھا۔

اماں جی چلتا ہوں کچھ کام ہے رات میں ملاقات ہوگی۔" وہ سنجیدگی سے کہتا کمرے سے نکل گیا۔

اور وہ محض بھیگی نظروں سے اسکی پشت کو دیکھتی رہ گئی۔

اماں جی اب کیا ہوگا۔" اسنے اماں کی طرف رخ کیا۔ "

اللہ خیر کرے گا۔" انہوں نے اسے پریشان دیکھ کر کہا۔ "

URDU NOVELIANS

اماں جی وہ غصہ تو نہیں کریں گے ناں۔" اسنے اماں جی کو تکتے پریشانی سے کہا۔
"نہیں۔" اماں جی نے یک لفظی جواب دیا وہ بھی خاموش ہو گئی۔ اس سے بھی آگے مزید کچھ کہا
ناگیا۔

♡♡♡♡♡

رات میں وہ کمرے میں بیٹھی تھی۔ گھٹنے پہ سر ٹکائے بیٹھی پیلے رنگ کا جوڑا پہنے بیٹھی تھی۔ بہروز
کمرے میں گھسا اسے دیکھ کر ہمیشہ کی طرح نظر انداز کرتا وہ کمرے کی بالکنی میں گیا۔ سگریٹ
سلاگ کر پینے لگا کہ وہ بے چینی سی محسوس کرتی خود ہی اسے پیچھے آٹھ کر گئی۔ اسکی پشت پہ کھڑے
ہو کے اسنے بہ مشکل الفاظ کو ترتیب دیا۔

آپ خوش نہیں اس خبر سے۔" اسنے دھیرے سے کہا۔
وہ مذاق اسنے سگریٹ کا گہرہ کش لے کر دھواں ہوا کے سپرد کیا اور اسے دیکھ تمسخر سے ہنسا۔
بلکل بھی نہیں۔" اسنے آدھ جلا سگریٹ زمین پہ پھینک کر اپنے جوتوں تلے مسلا۔
کیوں؟" اسے اپنے حلق میں کانٹے چھبتے ہوئے محسوس ہوئے۔

کیونکہ میں یہ بچہ نہیں چاہتا میں چاہتا ہوں اسکو ختم کر دو۔" اسنے سفاکی کی حد تمام کر دی۔

یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔" وہ خوف کے مارے دو قدم پیچھے ہوئی۔

وہی جو تم نے سنا۔" وہ اسکے سراپے کو بغور تکتا گویا ہوا۔

اسکے سراپے میں ہلکا سا بھاری پن وہ دیکھ کر سر جھٹک گیا۔

پر میں ایسا کچھ نہیں چاہتی، آپ پلیز ایسی باتیں نا کریں۔" اسکی رنگٹ پل میں زرد پڑی تھی۔

پورا وجود لمحے میں پسینے سے شرابور ہوا تھا، گھبراہٹ کے مارے اسکے وجود پہ ایسا لرزش طاری ہوا

کہ ایک پل کو تو بہر وز بھی سٹپٹا گیا۔ اسنے یکدم لپک کر اسے تھاما۔

کیا ہوا تمہیں۔" اسنے اسکے گال تھپتپائے۔

پانی۔۔ پانی۔" اسنے گہرے سانس لے کر کہا۔

ہاں صبر۔" وہ اسے خود کے ساتھ لگائے، بیڈ پہ لا کر بٹھاتا گویا ہوا۔

سائنڈ ٹیبل پہ رکھے جگ سے پانی اسنے گلاس میں انڈیل کر اسکے لبوں سے لگایا تو کچھ دیر بعد اسکی

حالت سنبھلی۔

اب بہتر محسوس کر رہی ہو۔" اسنے اسکے بال سہلاتے کہا۔

جی۔" اسنے اپنے چہرے پہ ہاتھ پھیر کر کہا۔ اور نظریں اسکے چہرے پہ گاڑھ کر بے بسی سے " اسے دیکھا۔

آپ کیوں نہیں چاہتے کہ۔۔" اسنے بات ادھوری چھوڑی۔

تم اور میں ایک ہیلدی ریلیشن شپ میں نہیں ہیں، بچے کا آنا مطلب اسکی زندگی خراب کرنا، " ماں باپ کے تعلقات کا فرق اولاد کی شخصیت پہ بہت پڑتا ہے اور میں نہیں چاہتا کہ۔۔۔ کسی معصوم کی زندگی خراب ہو۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔

ہم ٹھیک کریں گے ناں اپنا تعلق، ہمارے بیچ سب ٹھیک ہو جائے گا۔" وہ بے قراری سے " بولی۔

کیسے۔۔۔؟" اسنے آئبرو آچکا کر کہا۔

آپ بھول جائیں نایہ کہ میں ونی ہوں پلیز۔" وہ جیسے منٹ پہ اتر آئی۔

ایسا نہیں ہو سکتا میرب تم میرے بھائی کے خون بہا میں آئی ہو ہمارے بیچ کبھی کچھ بھی درست " نہیں ہو سکتا۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔

کیوں نہیں ہو سکتا کوشش تو کریں۔" اسنے روتے ہوئے کہا۔

کبھی کبھی کچھ چیزیں کبھی ٹھیک نہیں ہو سکتیں۔" وہ اسکے پاس سے اٹھتا گویا یوا۔

آپ اتنے سنگ دل نابین "۔ وہ سسکی۔"

کبھی کبھی سنگ دل بننا پڑھتا ہے "۔ وہ بے رخی سے کہتا اسکا دل دکھا گیا تھا۔"

پلیز۔۔۔ ہم ایک کوشش کر سکتے ہیں ناں "۔ وہ اسکے پیچھے اٹھی تھی اسکا آنچل بیڈ پہ ہی رہ گیا تھا "

وہ دوپٹے سے بے نیاز بکھری سی حالت میں اسکے مقابل کھڑی ہوئی۔ اسکی نظر اسپہ پڑی تو وہ سانسیں لینا بھول گیا۔ اسکی روئی روئی آنکھیں بکھرے سے بال، کپکپانے لب نجانے کیا تھا اس لمحہ میں کہ وہ کمزور پڑ گیا۔ وہ دھیرے سے اسے اپنی بانہوں میں قید کرتا اسکے لبوں پہ جھکا تھا۔ وہ یک دم سٹپٹائی، اسنے اسے خود سے دور کرنا چاہا، اسکی گرفت مزید سخت ہوئی، میرب کو اپنی سانسیں رکتی ہوئی محسوس ہوئیں۔ وہ اس سے دور ہٹا اسنے اسکی کمیز کو تھاما، وہ اسے کھڑا دیکھتا رہا یکدم اسنے گہری سانس خارج کی۔

کل تیار رہنا ڈاکٹر کے پاس چلیں گے اماں جی کو نا بتانا "۔ وہ اسے خود سے دور کرتا سنجیدگی سے " کہتا۔ خود با تھروم میں بند ہو گیا اور وہ بکھری سی حالت میں بے جان وجود لیئے زمین پہ بیٹھتی چلی گئی۔

♡♡♡♡♡

اگلی صبح جب بہروز اٹھا تو میرب کو کمرے کے کونے میں فرش پہ بیٹھا پایا شاید ساری رات وہ وہیں بیٹھی رہی تھی۔

تیار ہو جاؤ۔" اسنے نیند سے بوجھل ہوتی آواز میں کہا۔

میں نہیں جاؤں گی۔" ہڈ دھرمی سے کہا۔

جانا پڑے گا تمہیں۔" بہروز کے ماتھے پہ تیوریاں نمودار ہوئی۔

میں نے کہاناں۔۔۔!! میں نہیں جاؤں گی۔" وہ اپنی نم سوجی آنکھیں اسکی آنکھوں میں گاڑھ کر جنون امیز لہجہ میں کہتی بہروز کے غصہ کو ہوا دے گئی تھی۔

مسئلہ کیا ہے تمہارا عزت سے بول رہا ہوں تو سمجھ نہیں آتی بات۔" بہروز بیڈ سے کشن اٹھا کر زمین پہ پھینکتا اٹھا تھا۔

وہ خوف سے کپکپا اٹھی تھی۔ وہ بہ مشکل اپنے بے جان ہوتے پیروں پہ زور ڈال کر اٹھی تھی۔

مجھے نہیں کرنا اپنے بچے کا قتل۔" وہ مضبوط لہجہ میں گویا ہوئی۔

تم کیوں سر پہ چڑھ رہی ہو میرے جتنا کہا ہے اتنا کرو۔" وہ طیش کے عالم میں دھاڑا۔

نہیں کرونگی جو آپ چاہتے ہیں وہ کبھی نہیں کرونگی۔" وہ سر کو نفی میں جنبش دیتی نحیف سی

آواز میں بولی۔

میری ایک بات کان کھول کر سن لو اگر اس بچے نے اس دنیا میں جہنم لیا تو یہ بھول جانا کہ میں

اسے باپ بن کر پالوں گا یا اسکی پرورش کرونگا۔" وہ اسے کندھوں سے تھامتا غرا کر گویا ہوا۔

میرے بچے کے لیے میں کافی ہوں۔" وہ سسک کر بولی۔
ٹھیک ہے تو پھر پیدا کرو اور اکیلے پالو اسے۔" وہ اسے جھٹک کر کمرے سے نکل گیا تھا۔ میرب " نے اپنے منہ پہ ہاتھ رکھ کر اپنی سسکیوں کو روکا تھا۔

♡♡♡♡

میرب۔۔۔" اماں جی نے اسے گم صم بیٹھے دیکھ کر آواز دی۔
جی اماں جی۔۔۔" اسنے سر اٹھا کر اماں جی کو دیکھا۔
بہروز خوش ہے ناں اس بچے کی آمد سے؟" انہوں نے اسکے زرد چہرے کو تک کر کہا۔
پتہ نہیں۔" وہ عجیب سے لہجہ میں بولی۔
کچھ کہا ہے اس نے تمہیں؟" اماں جی نے کچھ فکر مندی سے پوچھا۔
نہیں ابھی تک تو کچھ نہیں کہا۔" وہ بات چھپا گئی۔

ہمم بس اللہ اس بچے کو تم دونوں کے لیے رحمتوں اور برکتوں والا بنائے۔" اماں جی نے اسکے ماتھے پہ بوسہ دے کر کہا۔

اسکی آنکھیں ہلکی سی بھیگیں، پر وہ اپنی آنکھوں کی نمی چھپا گئی۔

بہروز تھوڑا سخت گیر ہے، پر میرا بچہ دل کا بہت اچھا ہے میرب۔" اماں جی نے اسکا ہاتھ تھام کر کہا۔

اسکے دل سے بے ساختہ ایک آواز نکلی کہ اگر اتنا ہی اچھا ہے تو اپنے بچے کو کیوں مار رہا ہے۔

جی اماں جی۔" دل کی بات وہ زبان پہ نالا سکی تھی۔"

اسکی ماں جب مری تھی ناں تو نو سال کا تھا وہ چھوٹا تھا، نا سمجھ۔۔۔" اماں جی نے نم آواز میں کہا۔

میرب کو یکدم جھٹکا لگا، اسنے حیرت سے اماں جی کی طرف دیکھا۔

پر اماں جی آپ تو۔۔۔" میرب نے اماں جی کو دیکھ بہ مشکل الفاظ ترتیب دیئے۔"

میں اسکے باپ کی دوسری بیوی ہوں، میری بڑی بہن بہروز کی ماں تھی اسکے انتقال کے بعد " بہروز کے ابا نے مجھ سے نکاح کر لیا تھا۔" انہوں نے گہری سانس خارج کر کے کہا۔

آپ نے پہلے کبھی بتایا نہیں۔" وہ حیران سی تھی۔"

اب بتا دیا۔" وہ دھیرے سے ہنسی تھیں۔"

URDU NOVELIANS

اور۔۔۔ جو بہروز کا بھائی تھا وہ بھی کیا آپکا اپنا بیٹا نہیں تھا؟؟؟"۔ اسنے کچھ ہچکچا کر کہا۔"

وہ میرا بیٹا تھا اسے میں نے جنم دیا تھا۔" انہوں نے سنجیدگی سے کہا۔"

آپ کو مجھ سے نفرت نہیں محسوس ہوتی۔" اسے حیرت ہوئی۔"

نہیں کیوں میں بھلا تم سے کیوں نفرت کروں۔" وہ نرمی سے بولیں۔"

میرا باپ آپکی اولاد کا قاتل ہے۔" اسنے انہیں یاد دلایا۔"

اور میرا اللہ میری اولاد کے قاتل کو سزا دینے والا۔" وہ پرسکون لہجہ میں گویا ہوئی۔"

انتہا صبر کیسے ہے آپ میں اماں جی؟؟۔" اسے حیرت در حیرت ہوئی۔"

جب اپنے اچھے اور برے کا یقین اس پاک ذات پر ہونا پھر صبر آہی جاتا ہے۔" وہ اپنی آنکھوں میں ڈھیروں نور لیے گویا ہوئیں۔

آپ جیسا صبر ہر کسی کو کیوں نہیں آتا؟؟؟"۔ اسنے انکے ہاتھ عقیدت سے تھام کر لبوں سے " لگائے۔

کیونکہ ہم اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پہ ایمان تو رکھتے ہیں، پر ہمارا عقیدہ بڑا کمزور " ہے، ہم اللہ رب العزت سے زیادہ اسکے بندوں سے توقعات رکھتے ہیں، اور جب امیدیں اور یقین دنیا پر ہو تو صبر کیسے آئے گا۔!!۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔

وہ بھی دھیرے سے مسکائی تھی۔ حقیقت تھی یہ ہمیں اللہ سے زیادہ انسانوں سے ہی تو اچھے کی امید ہوتی ہے۔

پھر بھی اماں جی آپ نے اپنا جوان بیٹا کھویا ہے، کیا آپ کو دکھ نہیں ہوا تھا کیا آپکے سینے میں بدلہ لینے کی آگ نے جنم نہیں لیا تھا؟؟۔۔۔ اسے پھر بھی اشتیاق رہا۔

اولاد کا دکھ ہمیشہ ہر دکھ سے بھاری ہوتا ہے، پھر چاہے اولاد جوان ہو یا بوڑھی یا پھر بچپن کے دور میں ہو، اسکی تکلیف دل کو پاش پاش کر دیتی ہے، پتہ ہے میں نے اپنے بیٹے کے قتل کا معاملہ اللہ کی عدالت پہ چھوڑا ہے۔۔۔!! یہ دنیا کیا ہوگی انکی عدالت کیا ہوگی اور انکا انصاف کیا ہوگا دیکھو ناں۔۔۔! اب بھی تم جیسی معصوم بے بس عورت کو سزا کا ٹٹنے کے لیے چنا گیا۔۔۔۔۔ حالانکہ تم نے تو کچھ نہیں کیا تھا، جس نے کیا تھا وہ تو بھاگ گیا۔۔۔ کہیں اور جا کر وہ پھر کسی معصوم کا قتل کر دے گا اور پھر کسی اور معصوم کو اسکی سزا دی جائے گی، جو اپنے جرم و گناہ سے بھی ناواقف ہو گا، یہ دنیا کی عدالتیں اندھی ہیں، اصل انصاف تو میرے رب کی عدالت میں ملتا ہے۔۔۔ وہ تمکنت سے کہتی میرب کو تعجب میں ڈال گئی تھیں۔ وہ حیرت سے انہیں تک رہی تھی، وہ اسے اسقدر حیرت سے خود کو تکتا پا کر دھیرے سے مسکرائی تھیں۔

بہروز کی زندگی بھی کسی آزمائش سے کم نہیں، اسکی زندگی کا بھی ایک سیاہ باب ہے اور وہ میں تمہیں نہیں بتاؤں گی، میں چاہتی ہوں تم اسکا اعتماد جیتو تم اسے جیتو محبت سے، وفا سے، توجہ سے

مجھے یقین ہے ایک دن آئے گا جب وہ اپنا ہر غم تمہیں بتائے گا، تم سے اپنی ہر تکلیف بانٹے گا
انشا اللہ۔" انہوں نے اسکے بال سنوارتے کہا۔

ایسا کیا ہے؟؟۔" وہ انکو تکتی مستفسر ہوئی۔

ایسا سمجھو کہ اگر یہ کڑی تم نے سلجھالی ناں تو۔۔۔ تم دونوں کی زندگی خوبصورت ہو جائے گی
ایک ساتھ۔" انہوں نے اسے سمجھایا۔

پر۔۔۔ وہ تو مجھ سے بات تک نہیں کرتے اور ابھی تو ناراض ہیں کافی۔" اسنے بے چینی سے کہا۔
اب یہ تو تم پر ہے ناں کہ تم کیا کرتی ہو اور کیسے کرتی ہو۔" انہوں نے سنجیدگی سے کہا۔ میرب
گہری سوچ میں ڈوب گئی۔

♡♡♡♡

شام کے پانچ بج رہے تھے وہ کسی کام سے عجلت میں گھر آیا تھا۔ کوئی ضروری کاغذات تھے جن کی
اسے ضرورت پڑ گئی تھی۔

وہ کمرے میں ہر ایک جگہ چھان چکا تھا پر اسے اسکے کاغذات نہیں ملے۔

کافی ڈھونڈنے کے بعد اسے یاد آیا کہ وہ کاغذات تو اسنے اپنے وکیل کے پاس رکھوائے تھے۔

اسنے اپنی پینٹ کی پاکٹ سے موبائل نکال کر کان سے لگایا۔

میرب کمرے کا دروازہ دھیرے سے بند کرتی اندر آئی تھی سرخ رنگ کے شیفون کا جوڑا جس پہ ہلکی ہلکی ایمبر انڈری ہوئی تھی۔ موتیے کے پھولوں کی خوشبو جیسا پر فیوم لگائے، آنکھوں میں گہرا اکا جل لگائے ہوئے ہونٹوں پہ سرخ جوڑے کے ہم رنگ سرخی لگائے ناک میں ایک موتی والی نتھ پہنے وہ غضب ڈھا رہی تھی۔

بہروز کی توجہ اسکی طرف نا تھی۔ وہ خاموشی سے چلتی اسکے پاس آئی تھی۔ بہروز نے موبائل کان سے ہٹا کر کال کاٹی، اوپر دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔ ان چار ماہ میں پہلی بار وہ ایسے سچ سنوری کر اسکے سامنے آئی تھی۔ وہ اسقدر حسیں لگ رہی تھی کہ وہ بے خود سا اسے تکتا رہ گیا۔ وہ اسے خود کو تکتا پا کر تھوڑی سی کنفیوز ہوئی تھی، مگر ہمت کر کے وہ اسکے برابر بیٹھی تھی دھیرے سے اسکے قریب ہو کر اسنے پلکیں جھکا کر پوچھا۔

میں کیسی لگ رہی ہوں۔" وہ کپکپائے لہجہ میں مستفسر ہوئی۔"

بہت خوبصورت۔" وہ بے خودی کے عالم میں اسکے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتا "گو یا ہوا۔"

وہ اسکے تعریف کرنے پہ شرمیلی سی مسکان ہونٹوں پہ لیئے نظریں اٹھا کر دوبارہ جھکائی تھی۔

بہروز دھیرے سے جھکاتھا اسکی جھکی آنکھوں پہ اپنے لب رکھ گیا تھا۔ اسکی جسارت پہ اسکی آنکھیں دھیرے سے کپکپائی تھیں۔

بہروز۔۔ "اسنے اپنے سرخ لب دھیرے سے ہلائے۔"

ہم۔ "وہ اسکے چہرے پہ اپنی انگلیاں پھیرتا مخموریت سے گویا ہوا۔"

کچھ نہیں۔ "کچھ کہتے کہتے اسکے لب پھڑپھڑائے تھے۔ بہروز کی نظر اسکے کپکپاتے لبوں پہ پڑی "

تو وہ بے خود سا ہوتا اسکے لبوں پہ جھکاتھا۔ اسکے لمس میں اسقدر شدت تھی کہ وہ کپکپا کر رہ گئی تھی۔ لمحہ یو نہی سرکتے گئے میرب کا سانس رکنے لگا میرب نے اسکی گردن پہ اپنے ناخن گاڑھے۔

وہ دھیرے سے اس کے لبوں کو چھوڑتا اسے بستر پہ گراتا اسے جھکاتھا۔ اسکی گردن پہ اپنے دانتوں کا ہلکا سا دباؤ ڈالا تو میرب سسکا اٹھی اسنے اسکی شرٹ کے کالر کو مضبوطی سے اپنی گرفت میں جکڑ لیا۔ لمحے یو نہی فسوں خیزی کے بیتنے لگے کہ یکدم بہروز کا موبائل بجاوہ ہوش کی دنیا میں واپس لوٹا اسے خود سے دور کر کے اٹھا، چہرے پہ یکدم اسنے ہاتھ پھیرا۔ چہرے پہ نرمی ختم ہوئی اور سختی نے بسیرا کر لیا۔

میرب بھی اسکے پیچھے اٹھی تھی۔ اسنے میرب کو طیش کے عالم میں دیکھا۔

آئیندہ سے ایسے سچے سنورنے کی ضرورت نہیں، انتہائی بے ہودہ لگ رہی ہو۔" وہ اسپہ غراتا " کمرے کا دروازہ زوردار آواز کے ساتھ بند کرتا نکل گیا تھا۔
اور وہ محض گہری سانس لے کر رہ گئی تھی۔

مشکل تھا اسکے دل تک رسائی کرنا پرنا ممکن نہیں تھا۔

♡♡♡♡♡♡

وہ کچن میں لگی رات کا کھانا بنا رہی تھی، اماں جی سے بہروز کی پسند کا پوچھ کر وہ لگی اسی کی پسند کا کھانا بنانے میں مشغول تھی۔ کھانا بنا کر فارغ ہوئی تو نہاد دھو کر اسنے سادہ سا بادامی رنگ کا سوٹ پہنا، ساتھ ہی ہونٹوں پہ ہلکی سے پنک کمر کی لپ اسٹک بھی لگالی۔

وہ کمرے میں بیٹھی اسکے آنے کا انتظار کر رہی تھی۔ کچھ وقت بیتا تو باہر سے اسکی گاڑی کی آواز آئی، وہ ایک دم کھڑی ہو گئی، وہ کمرے میں ایک سمت سے دوسری سمت چکر کاٹتی اسکے آنے کا انتظار کرنے لگی۔

وہ کمرے میں آیا تو اسے پچھلے ایک ہفتے کی طرح آج بھی تیار دیکھا۔ وہ اس سے نظریں پھیرتا ہیڈ کی سمت جانے لگا تھا کہ وہ یکدم اسکے مقابل آئی تھی۔ بہروز کے اسے دیکھنے پہ وہ نرمی سے مسکراتی اسکے قریب آئی تھی، اپنے ہاتھوں کا ہار اسکی گردن کے گرد بنا کر اسنے اپنا چہرہ اسکے چہرے کے قدرے قریب کر کے مدھم سی آواز میں اسے مخاطب کیا۔

آج دیر کر دی آپ نے آنے میں، آپکو پتہ ہے میں نے آپ کے لیے آج اپنے ہاتھوں سے " کھانا بنایا ہے۔" وہ لاڈ اٹھانے والے انداز میں بولی۔

تم میری بیوی بننے کی کوشش مت کرو کہہ رہا ہوں دور رہو مجھ سے نہیں تو مجھے دل توڑنے کا " ہنر خوب آتا ہے۔" وہ اسے خود سے دور کرتا سنجیدگی سے بولا تھا۔ وہ اسکی بات پہ منہ بنا کر رہ گئی تھی۔

آپ کتنے سنگ دل ہیں وہ مجھے پتہ ہے، اور رہی بیوی بننے کی بات تو میں آپکی بیوی ہوں، اور " سب سے اہم بات مجھے بھی ٹوٹے دل جوڑنے کا ہنر خوب آتا ہے۔" وہ اسکے قریب ہوتی اس سے پہلے ہی اسکے الفاظ اسکی ہمت ختم کر گئے تھے۔

جانتا ہوں بہت خوب آتا ہے تمہیں ٹوٹے دلوں کو جوڑنا وہی تو کرتی تھی تم شادی سے پہلے۔" وہ سنجیدگی سے کہتا ہیڈ پہ بیٹھا تھا۔

بھاڑ میں جائیں آپ میں پاگل تھی جو آپکے لیئے لگ کر اس حالت میں، میں نے کھانا بنایا، آپکے " لیئے تیار ہوئی آپکے آنے کا پورا دن انتظار کیا۔" وہ غصہ سے بھڑکی تھی۔

اس میں کوئی بڑی بات ہے کیا عورتیں اس حالت میں کام نہیں کرتیں۔۔ جہاں تک میں نے " دیکھا ہے عورتیں پورے پورے گھر سنبھالتی ہیں۔" وہ جوتے اتارتا مصروف سے انداز میں بولا۔

وہ دھپ سے اسکے برابر بیٹھی تھی۔ وہ گردن موڑ کر محض اسے بری نظروں سے گھور کر رہ گیا تھا۔

ہاں کرتی ہو گئی پر مجھ سے نہیں ہوتا۔" وہ منہ بنا کر کہتی اسکے کندھے پہ سر رکھ گئی تھی۔ " تو ناکرو میں نے نہیں کہا۔" وہ اسکا سر اپنے کندھے سے ہٹاتا دو ٹوک لہجہ میں کہتا اٹھا تھا۔ وہ " الماری کھول کر کھڑا اپنے کپڑے نکال رہا تھا کہ وہ یکدم اسکے پیچھے گئی تھی۔ اسکی کمر پہ اپنا سر ٹکا کر کھڑی ہوتی وہ دھیرے سے منمنائی تھی۔ پر اسکی منمنائٹ وہ بخوبی سن چکا تھا۔

پیار سے بناتی ہوں، دل کرتا ہے آپکا خیال رکھوں آپکے لیئے کھانا بناؤں۔" وہ اسکی کمر پہ سر " ٹکائے کھڑی تھی کہ وہ یکدم مڑا وہ سیدھی۔ کھڑی ہوئی۔

URDU NOVELIANS

میرب پلیز مجھ سے دور رہو ایسا ناہو کہ میں تمہیں سچ میں کچھ ایسا دے دوں جو تمہیں اور " تمہارے بچے کو نقصان پہنچا دے "۔ اس کے لہجہ میں بلا کی سنجیدگی تھی۔

کیا یہ بچہ اور میں آپ کے کچھ نہیں لگتے کیا ہماری تکلیف پہ آپ کو تکلیف نہیں ہوگی؟ "۔ اسکی " پلکیں پل میں بھیگیں تھیں۔

نہیں جن چیزوں سے میرا کوئی سروکار نہیں مجھے انکی پرواہ بھی نہیں۔۔!! "۔ سنگدلی کی حد وہ " تمام کر گیا تھا۔

ہم دنوں سے آپ ہی کا تو سروکار ہے "۔ اسنے اسکا ہاتھ تھامنا چاہا۔ " پروہ اپنا ہاتھ اسکی پہنچ سے دور کر گیا۔

آخری بار کہہ رہا ہوں دور رہو مجھ سے "۔ وہ اسکی نم آنکھوں میں اپنی سر دے تاثر آنکھیں " گاڑھ کر بولا۔

اب تو ممکن ہی نہیں "۔ اسنے ہمت کر کے بکھرے ہوئے لہجہ میں کہا۔

اپنی اوقات مت بھولو تمہاری حیثیت ہمارے گھر کے ملازموں سے بھی بدتر ہے "۔ اسنے تلخی سے کہا۔

اچھا تو کیا جو اس رات آپ نے میرے ساتھ کیا وہ آپ اپنی ملازماؤں کے ساتھ بھی کرتے ہیں۔" نجانے کیسے اسکی زبان سے یہ بات نکلی اسے خود خبر نا ہوئی۔

آخری بار کہہ رہا ہوں اپنی زبان کو لگام دینا سیکھو۔" وہ انگلی اٹھا کر اسے وارن کرتا اپنے کپڑے الماری سے جھپٹنے کے انداز میں لیتا واشروم میں بند ہوا۔
وہ نم آنکھیں لیئے وہیں کھڑی رہی۔

اب تک یہیں کھڑی ہو، اب جو کھانا بنایا ہے لا کر دو بھی گی کہ نہیں۔" وہ باتھروم سے باہر نکلا " اسے وہیں کھڑے دیکھ کر بھڑکا۔

اسنے چونک کر اسے دیکھا۔ خاموشی سے مشینی انداز میں کمرے سے نکل گئی تھی۔ وہ محض اسے جاتا دیکھ کر رہ گیا۔

کچھ دیر بعد وہ دوبارہ کمرے میں آئی تھی۔ کھانے کی ٹرے ہاتھ میں تھامے اپنے ہلکے سے بھاری سراپے سمیت نجانے کیوں وہ چوہدری بہروز کے دل میں گھر کر رہی تھی۔ اسنے اسکے سراپے سے نظریں چرائیں۔

URDU NOVELIANS

میرب نے کھانا لا کر بیڈ پہ اسکے سامنے رکھا۔ وہ کھانا کھانے لگا، تو وہ صوفہ پہ جا کر بیٹھ گئی، میرب نے کوئی بات نا کی خاموش بیٹھ گئی۔

بہروز کے لیے اس خاموشی میں نوالے نگلنا مشکل سا ہو گیا۔ پر خیر وہ کھانا کھا کر ہی ہٹا۔

وہ دوبارہ اسی انداز میں آئی برتن اٹھائے اور کمرے سے نکل گئی۔

اور بہروز محض لب بھیج کر رہ گیا۔

♡♡♡♡♡♡

وہ ایسے ہی اسے منانے کے جتن کرتی رہی، پر وہ شاید کوئی پتھر تھا جس میں دراڑ کر پانا مشکل سی بات تھی۔

اسکا آٹھواں مہینہ شروع ہو چکا تھا۔ اسکا سراپا پہلے سے زیادہ بھاری ہونے لگا تھا۔ اسے ڈاکٹر نے بتایا تھا کہ اسکے جڑوا بچے ہیں پر اسنے یہ بات بہروز کو نہیں بتائی۔ جتنے دن بیتے جارہے تھے اتنی اسکی حالت بدتر ہوتی جا رہی تھی۔

URDU NOVELIANS

اب بھی وہ اپنا سو جاو جو دلیئے باغ میں کرسی رکھے بیٹھی تھی۔ کہ نجانے وہ کہاں سے برآمد ہوا۔
موبائل یہ لگا وہ کسی سے تیز لہجہ میں بات کر رہا تھا۔

میرب نے اسے دیکھ کر سر جھٹکا۔

بہروز کی اسیہ نظر پڑی تو وہ چلتا اسکے پاس آیا،

اماں جی بتا رہی تھیں، طبیعت ٹھیک نہیں تمہاری کیا ہوا ہے؟"۔ وہ اسکے سامنے دوسری کرسی " کھینچ کر بیٹھتا مصروف سے انداز میں مستفسر ہوا۔

ایسی حالت میں طبیعت ویسے ہی بیزار رہتی ہے اماں جی ایسے ہی پریشان ہو جاتی ہیں۔ " وہ " دھیرے سے بولی۔

بہروز نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔ اسکی حالت سچ میں بظاہر بھی بہت عجیب ہو رہی تھی۔ وہ حسین و نازک نقوش دب سے گئے تھے۔ اسکاناک بھی شدید قسم کا سو جا ہوا تھا۔

وہ اسکی ناک دیکھ کر کمینگی سے ہنسا تھا۔

اپنی ناک دیکھو تم۔۔۔ ہا ہا۔۔۔ توبہ پوری نمونی لگ رہی ہو۔" وہ اپنا بے ساختہ امڈتا قہقہہ " روک نہیں پایا تھا۔

کیا ہوا ہے میری ناک کو"۔ اس نے اپنی ناک یہ ہاتھ رکھ کر کہا۔ "

URDU NOVELIANS

کچھ نہیں۔۔۔۔۔ہاہا۔۔۔۔۔وہ بہ مشکل بولا۔

آپ کیوں ہنس رہے ہیں مجھ پہ۔۔۔۔۔وہ روہانسی ہوئی۔

کچھ نہیں میں نے تو کہا تھا ایبارٹ کروالونچے کو پرتم نامانی اب بھگتو۔۔۔۔۔وہ پل میں سنجیدہ ہوا تھا۔

آپ کو شرم نہیں آتی ایسی بات کرتے۔۔۔۔۔اسے افسوس ہوا۔

بلکل نہیں۔۔۔۔۔اسنے رخ موڑ کر کہا۔

آپ پلیز یہاں سے آٹھ جائیں اسوقت مجھے شدید غصہ آرہا ہے۔۔۔۔۔وہ بگڑے تنفس سمیت گویا ہوئی۔

پھر کہوں گا اوقات مت بھولو۔۔۔۔۔وہ سنجیدگی سے کہتا تن فن کرتا وہاں سے نکل گیا تھا۔ میرب اپنے سر کی پشت کرسی کی پشت سے لگا گئی تھی۔

URDUNovelians

♡♡♡♡♡♡

اور پھر وہ دن آیا جب اسنے دو بچوں کو جنم دیا اسکے گھر ایک بیٹی اور بیٹا پیدا ہوا۔

اماں جی اور ابا جی بے حد خوش تھے، وہ خود بھی بے حد خوش تھی۔

اسکو سب نے بہت فون کیا پر وہ نا آیا۔

میرب کو اگلے دن ہاسپٹل سے ڈسچارج کیا گیا۔ وہ گھر آگئی۔ وہ اپنے بچوں کو ساتھ بستر پہ لٹائے خود بھی انکے برابر پڑی تھی۔

بہروز کمرے میں آیا بچوں پہ نظر تک ڈالنا بھی ضروری نا سمجھا سنے، میرب کا حلق سوکھا، اسکی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔ وہ صوفہ پہ بیٹھا موبائل میں ایسے گم تھا جیسے نجانے اسکے کونسے خزانے اسکے موبائل میں پڑے ہوں۔

آپ آئے نہیں ہسپتال۔" اسنے گہری خاموشی توڑتے کہا۔"

وہ بنا جواب دیئے ہنوز اپنے موبائل میں گم تھا۔

اسنے دوبارہ ہمت کر کے اسے مخاطب کیا۔

بہروز۔۔!! میں آپ سے بات کر رہی ہوں۔" اسنے اسے تکتے نم لہجہ میں کہا۔"

مجھے تنگ کرنا بند کرو یہ بات اول روز ہی طے ہو چکی تھی کہ اس بچے سے میرا کوئی سروکار "

نہیں۔" وہ بنا نگاہ اٹھائے بیزار سے لہجہ میں بولا۔

بہروز بس بھی کر دیں آپ مجھ سے نفرت سمجھ آتی ہے کے میں آپ کے بھائی کے قاتل کی " بیٹی ہوں۔۔۔۔ پر۔۔۔ یہ تو آپکا اپنا خون ہے، آپکی اپنی اولادیں، انکو کس بات کی سزا دے رہے ہیں آپ۔۔؟؟"۔ اسکی آنکھوں سے آنسو بھل بھل بہنے لگے تھے۔

پلیز اپنا لیکچر بند کرو، سر میں درد کر کے رکھ دیا ہے۔" سردمہری کی دیوار پہلے سے زیادہ اونچی ہو چکی تھی۔

وہ خاموش رہی اس سے آگے تو اس سے ایک لفظ بھی نہ کہا گیا۔

دن تیزی سے گزر رہے تھے، آج اسکے بچے پورے ایک ماہ اور دس دن کے ہو چکے تھے۔

اسنے انکو نہلا دھلا کر صاف ستھرا کیا۔ بہروز بیڈ پہ ہی بیٹھا تھا۔ پر بے نیاز۔۔۔ میرب نے اپنے بچوں کو کپڑے پہنائے اچھے سے لپیٹ کر دونوں کو بیڈ پہ لٹایا۔ میرب کی ایک چور نظر بہروز پہ گئی۔ غلطی سے بھی اسکی نگاہ اپنے بچوں کو دیکھنے کے لیے نہیں اٹھی تھی۔

وہ انکو باری باری فیڈ کروا کر کمرے میں بستر پہ لٹا کر چلی گئی۔ بہروز نے ایک آنکھ اٹھا کر کمرے سے باہر جھانک کر دیکھا وہ کہیں نہیں تھی۔

بہروز نے یکدم موبائل سائنڈ پہ رکھا، دونوں بچوں کے ماتھے پہ یکدم جھک کر اپنے لب رکھ گیا تھا۔ انکے ننھے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں تھا متا باری باری انکے ہاتھوں پہ پیار کرنے لگا کہ اسے کسی کے قدموں کی چاپ محسوس ہوئی وہ ان سے دور ہو کر واپس خود کو موبائل میں غرق کر گیا۔ میرب جلد بازی میں کمرے میں آئی الماری کھول کر کچھ سامان نکال کر وہ واپس کمرے سے نکل گئی۔

اسکے جاتے ہی وہ واپس اپنے بچوں کی طرف متوجہ ہو گیا۔

کافی وقت بیتنے کے بعد بھی جب وہ واپس نا آئی بچوں کے پاس تو اسے تشویش ہوئی۔ وہ کمرے سے نکل کر لاؤنچ کی طرف آیا سامنے صوفے پہ بیٹھا شہروز چہک چہک کر میرب اور اماں جی سے بات کر رہا تھا۔

وہ شروع سے ایسا تھا۔ ہر کسی سے جلدی گھل مل جانے والا۔

تم کب اے۔" بہروز نے اندر آتے کہا۔ "URDU Novelians

میں ابھی آیا مجھے پتہ چلا میرے یار نے مجھے یاد کیا اور میں جھٹ سے چلا آیا۔" اسکا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

نوٹسکی انسان کبھی تو انسان بنو۔" بہروز ہنستے ہوئے اسے بغلیں ہوا۔ "

URDU NOVELIANS

ابے انسان ہی ہوں بس تیری طرح آدم بیزار نہیں ہوں۔" شہروز قہقہہ لگا کر بولا۔

ہاں وہ تو دکھ رہا ہے۔" وہ مسکان دبا کر کہتا شہروز کو جلا گیا تھا۔

زیادہ بک مت۔" شہروز نے منہ بنایا۔

بیٹھ جا۔" بہروز نے صوفہ پہ بیٹھتے اسے بھی بیٹھنے کو کہا۔

بیٹھ رہا ہوں بیٹھ رہا ہوں، تیرے بچوں کو دیکھنے آیا ہوں اتنی دور سے۔" وہ خوش اخلاقی سے بولا۔

بہروز کے چہرے پہ یکدم سنجیدگی طاری ہوئی۔

ہمم۔" اسنے محض اتنا ہی کہنے پہ اکتفا کیا۔ کہ یکدم میرب کی آواز نے اسے چونکا دیا۔

میں لے کر آتی ہوں دونوں کو۔" وہ چہک کر کہتی کمرے کی سمت رخ کر گئی۔

اماں جی بھی انکو مسکرا کر دیکھ رہی تھیں۔

اور سنا کیا حال ہیں۔" بہروز نے اسے مخاطب کیا۔

ایک دم مست حال ہیں۔" بہروز نے قہقہہ لگا کر بتایا۔

وہ دکھ رہا ہے کمینے۔" شہروز نے کمینے پن سے آنکھ ماری۔

دونوں کی نظر ایک ساتھ میرب کی طرف اٹھی تھی۔ میرب کی گود میں دونوں بچے تھے۔ بہروز ایک نظر دیکھ نظریں پھیر گیا تھا۔ شہروز یکدم پر جوش ہوتا اٹھا تھا۔ اسنے میرب کی گود سے دونوں بچوں کو لیا۔ شہروز بچوں کو لے کر بہروز کے پاس آیا اسی کے برابر بیٹھ گیا۔

حیرت کی بات ہے ویسے بھابی لڑکی کون ہے لڑکا کون؟؟؟۔ شہروز دونوں کے گول مٹول سے "چہروں کو دیکھ حیرت سے بولا۔

یہ بیٹی ہے اسکا نام اماں جی نے دانیں رکھا ہے اور یہ بیٹا ہے اسکا نام اباجی نے زلقرنین رکھا " ہے۔" وہ چہک کر شہروز کو بتا رہی تھی۔

واہ بڑے ہی ایک جیسے نام ہیں بلکل ان دنوں جیسے "۔ وہ اسے دیکھ ہنسا تھا۔ "میرب بھی ہنسی تھی۔ دونوں کے انداز سے ایسا نہیں لگ رہا تھا کہ دونوں پہلی بار مل رہے ہیں۔ ویسے میرب تم نے یونی میں ایڈمیشن کیوں نہیں لیا۔؟؟۔" شہروز نے سنجیدگی سے پوچھا۔ "وہ میں لینا چاہتی تھی ایڈمیشن پر اچانک سے یہ سب کچھ ہو گیا پھر میرا نکاح ہو گیا اور اب بچے ہیں تو اب تو بلکل ہی مشکل بات ہے۔" وہ دھیمے لہجہ میں گویا ہوئی۔

ارے پاگل مجھے پتہ ہوتا ناں تم یہاں ہو مطلب میرے اپنے چاچو کے گھر تو میں تمہیں خود لینے " آتا اور تمہارا یونی میں ایڈمیشن کرواتا، اور اب بھی میں ایسا ہی کرونگا اپنی پڑھائی چھوڑنے کی کوئی

ضرورت نہیں، بچوں کا کیا ہے کچھ گھنٹے یہ نکما سنبھال لیا کرے گاناں۔" شہروز نے چہک کر تمام بات ختم کی میرب محض دھیرے سے گردن ہلا گئی تھی۔

اور رہی بات بہروز کی تو اسکا حال غصہ سے برا تھا یہ بات برداشت کر پانا مشکل ہو پارہا تھا اسکے لیئے کے کوئی اسکی بیوی سے ایسے حق جتاتے لہجہ میں بات کیسے کر سکتا ہے۔

تم دونوں جانتے ہو ایک دوسرے کو؟"۔ بہروز نے سوکھے لبوں پہ زبان پھیر کر کہا۔ "ہاں بہت اچھے سے"۔ شہروز نے چہک کر کہا۔

اچھا۔۔۔!! کیسے جانتے ہو تم دونوں ایک دوسرے کو"۔ بہروز کے انداز پہ میرب کی ریڑھ کی ہڈی سنسنائی تھی۔

ارے یہ فرشتے کی بیسٹ فرینڈ ہے یہ ہاسٹل میں رہا کرتی تھی کراچی میں اور فرشتے بھی وہیں "رہتی تھی، اب حیدرآباد سے کراچی جانے میں بھی دو گھنٹے تو لگ ہی جاتے ہیں ناں"۔ وہ مگن سے لہجہ میں بچوں کو پیار کرتا بولا۔

اچھا۔۔"۔ بہروز نے میرب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ایسے اچھا کہا کہ میرب کا حلق کچھ غلط نا ہوتے ہوئے بھی سوکھ گیا۔

میں انکواروم میں لے جاتی ہوں سورہے ہیں دونوں جاگ گئے تو پھر روئیں گے کوئی کام نہیں " کرنے دیں گے "۔ وہ بچے شہر وز سے لے کر اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔

بہر وز نے شہر وز کو چہنچ کر کے فریش ہونے کا کہا اور اسکے پیچھے کمرے میں گیا تو وہ بستر پہ پریشان سی بیٹھی تھی۔

اسنے یکدم اسے کلای سے تھام کر اپنے مقابل کھڑا کیا تھا۔ وہ کٹی پٹنگ کی مانند اسکے سینے سے لگی تھی۔

تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا تم جانتی ہو شہر وز کو "۔ اسکے لہجہ میں شعلوں کی لپک تھی۔

جی وہ مجھے خود آج پتہ چلا کہ شہر وز۔۔ "۔ وہ سہمے ہوئے لہجہ میں بات اذھوری چھوڑ گئی۔

نام مت لو شرم نہیں آتی کسی غیر مرد کا میرے سامنے نام لیتے "۔ وہ اسے دیوار سے لگاتے " غرایا۔

پ پلینز مجھ سے دور رہیں "۔ اسنے خشک ہوتا حلق تر کر کے کہا۔

کیوں دور رہوں حق رکھتا ہوں تم پر بھی اور تمہارے اس دل پہ بھی "۔ اسنے خون آشام " نظروں سے گھورتے کہا۔

پلینز میرے منہ سے غلطی سے نکل گیا "۔ وہ سسکی۔

URDU NOVELIANS

پرائے مرد کا نام میرے سامنے اپنے "شوہر" کے سامنے غلطی سے نکل گیا۔ اس کا بازو جنونیت سے دبوچا۔

معاف کر دیں۔ بے اختیار نکل آنے والی سسکی کو دبا کر کہا۔

کیسے کر دوں معاف؟۔ اس نے سر جھکا کر اسے گھورتے کہا۔

آپ کو کیا ہو گیا ہے اچانک سے۔ وہ حیرت سے سہمی ہوئی نظریں اسکی طرف اٹھا کر بولی۔

ہمم بہت خوب اب تو تمہیں مجھ میں فالٹ ہی دکھیں گے نا۔۔۔ ایک بات کان کھول کر سن لو سوچنا بھی مت کہ میں تمہیں چھوڑوں گا۔ وہ اسکی گردن دبوچتا جنونیت سے کہتا میرب کو مزید سہا گیا تھا۔

یکدم کمرے کی خاموش فضا میں بچوں کے رونے کی آواز گونجی۔

وہ بچے رو رہے ہیں، دور ہٹیں۔ وہ اسکے سینے پہ ہاتھ رکھتی اسے خود سے دور کرتی کپکپائے لہجہ میں گویا ہوئی۔

تمہیں کیا لگتا ہے تم بچوں کا بہانا بنا کر مجھ سے بچ جاؤ گی سوچنا بھی مت۔ وہ اسکے بازو پہ اپنی گرفت پہلے سے بھی زیادہ مضبوط کر گیا تھا۔

بہروز وہ رو رہے ہیں۔ وہ نم پلکیں اٹھا کر گویا ہوئی۔

URDU NOVELIANS

ٹھیک ہے قسم کھاؤ تمہیں شہروز سے محبت نہیں۔" بہروز نے اپنا دایاں ہاتھ دیوار پہ رکھ کر "مزید اسے جھکتے کہا۔

میں قسم کھاتی ہوں، مجھے ان سے محبت نہیں پر۔۔۔" وہ نظریں جھکائے مضبوط لہجہ میں کہتی "بات ادھوری چھوڑ گئی تھی۔

پر۔۔ کیا؟؟؟" وہ بے تابی سے مستفسر ہوا۔

پر۔۔ مجھے آپ سے محبت ہے بے حد۔" اس نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تو اس کے چہرے پہ نرمی کے بجائے سختی تھی۔ چہرہ کے تاثرات کرخت تھے۔

مراق بنا رہی ہو میری بے بسی کا۔" وہ اس کا چہرہ دبوچتا بھڑکا تھا۔ "Urdu" کیسی بے بسی کیا ہوا ہے آپ کو پلیر چھوڑیں۔۔" وہ بہ مشکل خود کو اس کی گرفت سے آزاد کروا "پائی تھی۔

جاؤ اپنے بچوں کو دیکھو مجھ سے تمہیں ویسے بھی کوئی سروکار نہیں۔" وہ اسے بیڈ کی سمت "دھکیلتا اکھڑے لہجہ میں گویا ہوا۔

یہ بچے آپ کے بھی ہیں بہروز۔۔۔!!" وہ دانیں کو اٹھاتی پیار کرنے لگی تھی۔

اسے دھیرے سے اپنے سینے سے لگائے وہ چپ کر رہی تھی۔

پر مجھے نہیں چاہیے تھے۔۔!!"۔ ٹوٹے ہوئے لہجہ میں کہا گیا۔

تو پھر اس رات میرے قریب ہی نا آتے۔" اب کے وہ بھی بھڑکی تھی۔ تنگ آپچی تھی وہ ہر وقت کی اسکی اس گردان سے کہ اسے بچے نہیں چاہیے تھے۔

کیا مطلب نا آتے۔۔۔ کیوں نا آتا ہاں بیوی ہو میری حق ہے میرا اور میرا اب بھی جب دل " کرے گا میں آؤں گا تمہارے قریب "۔ وہ بھڑکا تھا۔

میں نے یہ نہیں کہا کہ آپ کا حق نہیں جیسے مجھ پہ آپ کا حق ہے ناں بہرہ و زیسے ہی آپ پہ میرا بھی " حق ہے میرے حقوق کا کیا۔۔؟؟؟ کبھی سوچا آپ نے میرے حقوق کے بارے میں یا بس۔۔۔۔ اپنے ہی حقوق یاد رہتے ہیں آپ کو۔۔!!!۔ اسکی آنکھیں پل میں بھیگیں۔

کیا چاہیے تمہیں اور اچھا کھاتی ہو پیتی ہو پہنتی ہو، بچے تک ہیں تمہارے اس۔۔۔ گھر کی مالکن " بن کر پھرتی ہو اور کیا چاہیے۔۔۔؟؟؟۔ وہ اسکی بات پہ بھڑک ہی تو اٹھا تھا۔

کیا بس ایک عورت کی ضرورت یہ ہی سب ہوتا ہے "۔ اسنے دانین کو بستر پہ لٹاتے کہا۔

تو اور کونسی ضرورتیں ہوتی ہیں جو پوری نہیں ہو رہی۔۔۔۔ ہاں۔۔۔۔ سب سے اہم ضرورت تو " کافی عرصہ ہو اپوری ہی نہیں کی میں نے شاید تم اسی کی بات کر رہی ہو۔۔۔ چلو آج وہ بھی پوری کر ہی دیتا ہوں "۔ وہ اسکے قریب آتا بیڈ پہ اسکے مقابل بیٹھا تھا۔

ہاتھ بھی نا لگائیے گا مجھے افسوس ہے مجھے آپ کی ذہنیت پہ، شرم آنی چاہیے ایسی باتیں کرتے " ہوئے آپ کہہ رہے تھے ناں۔۔۔!! اور کیا ضرورت ہوگی ایک عورت کی۔۔۔ عورت کا تو پتہ نہیں پر ایک بیوی کو محبت، عزت، مان، بھروسے۔۔۔ کی ضرورت ہوتی ہے۔۔۔ جن میں سے آپ مجھے کچھ بھی نادے سکے "۔ وہ انگلی اٹھا کر اسے وارن کرتے لہجہ میں گویا ہوئی۔

وہ تو شاید میں کبھی نہیں دے سکتا "۔ وہ نظریں پھیر کر بولا۔ "

کیوں نہیں دے سکتے۔۔۔؟؟ "۔ وہ جنونی ہوئی۔ "

مجھے نہیں پتہ کیوں۔۔۔ پر بس نہیں دے سکتا "۔ اسکے لہجہ میں بلا کی سختی تھی۔ "

وہ دوپل کے لیئے بے بسی اور خاموشی سے اسے دیکھتی رہ گئی۔

آپ کیوں ہے اتنے سنگ دل بہروز۔۔۔ یہ دیکھیں یہ ہمارے بچے ہیں، اگر ہم ایسا کریں گے تو " انکی زندگیوں کا کیا ہو گا یہ تو معصوم بکھر کر رہ جائیں گے "۔ وہ اسکے قریب ہوتی اسکے ہاتھ تھام کر محبت سے گویا ہوئی۔

مجھے پتہ ہے یہ بکھر جائیں گے پر۔۔۔ میں خود بکھرا ہوا ہوں انکو کیسے سمیٹوں گا؟؟ "۔ اسکے

گہرے سوال پہ وہ دھیرے سے مسکرائی۔

میں آپکو سمیٹ لوں گی اور پھر ہم دونوں مل کر کبھی اپنے بچوں کو بکھرنے نہیں دیں گے۔" وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر نم لہجہ میں گویا ہوئی۔

تمہیں نہیں پتہ میرب پر میں بے حد بکھرا ہوا ہوں۔" وہ دھیرے سے اپنے ہاتھ اسکے گال پہ رکھتا اسکے گال سہلانے لگا تھا۔

کیوں ہیں آپ اسقدر بکھرے ہوئے؟؟؟" وہ اسکے مزید قریب ہوئی تھی۔

میری ماں۔۔۔ ایک بد کردار عورت تھی۔۔۔ دنیا کی نظروں میں میرے باپ کی نظروں میں پر وہ بد کردار نہیں تھی، وہ تو ایک عظیم عورت تھی، اباجی کے کسی دوست نے ان سے کہا کہ انکی حویلی سے ابھی کوئی کود کر نکلا ہے یقیناً انکی بیوی۔۔۔ کا۔۔۔ عاشق ہو گا۔" اسکی آنکھ سے ایک موتی ٹوٹ کر گرا تھا۔

میرب نے اس انمول موتی کو اپنی انگلیوں کی پوروں پہ چن لیا۔

اباجی گھر شدید غصہ میں آئے اور میری ان آنکھوں کے سامنے میری ماں کے سینے میں گولیاں اتار دیں میری ماں مر گئی میں۔۔۔ تنہا ہو گیا۔ تم جانتی ہو ساری زندگی میں نے اپنے اماں ابا کو لڑتے دیکھا اور پھر انہوں نے میری ماں کو مار دیا ایک بار بھی انکا دل ناکا نپا انکے ہاتھ ناکا نپنے، اور پھر ابا نے میری خالہ یعنی اماں جی سے شادی کر لی ساری زندگی انکی بھی کوئی میری ماں سے مختلف

ناگزری طعنے تشنہ مار پیٹ ہی دیکھی انہوں نے تم بتاؤ میرب۔۔۔۔ جس انسان نے کبھی خوشحال گھر انا خود نادیکھا ہو وہ اپنے بیوی بچوں کو کیسے خوش رکھ سکتا ہے بہت مشکل ہے یہ۔" وہ بکھرے ہوئے لہجہ میں گویا ہوا۔

آپ جانتے ہیں آپ بکھرے ہوئے ہیں اسی لیے آپ کبھی چاہ کر بھی اپنی اولاد کو بکھرنے " نہیں دیں گے۔" وہ نم لہجہ میں گویا ہوئی۔

پر تمہیں تو بکھیر چکا ہوں ناں میں جانے انجانے میں۔" وہ اسے تکتا گویا ہوا۔

پر میں نہیں بکھری۔۔۔، مجھ میں آج بھی بہت امید اور ہمت ہے میں آج بھی ویسے ہی دامن " بکھیرے کھڑی ہوں، بس چاہیے تو محض مان، بھروسہ، عزت اور محبت۔" اسکی آنکھ سے آنسو لڑیوں کی مانند بہہ نکلے تھے۔

وہ اسے خود میں بھینچتا اپنے سینے سے لگا گیا تھا،

تم جانتی ہو۔۔۔ ہماری پہلی ملاقات۔۔۔ یاد ہے تمہیں مجھے تو تم سے تب ہی محبت ہو گئی تھی "۔" وہ اسکے ماتھے پہ اپنے لب رکھتا محبت سے گویا ہوا۔

اپنے بچوں کو تو دیکھ لیں۔" اسنے مسکرا کر کہا۔

دیکھ چکا ہوں بہت بار۔" وہ اسکے گال سہلاتا لب دبا کر گویا ہوا۔

کب۔۔؟؟۔۔ وہ حیران ہوئی۔

جب جب تم انہیں تنہا چھوڑ کر کمرے سے باہر جاتی تھی میں انہی کے ساتھ اپنا وقت بتاتا تھا۔۔
وہ نرمی سے گویا ہوا۔

آپ کتنے بد تمیز ہیں میں کتنی پریشان رہتی تھی یہ سوچ سوچ کر کہ آپ نے اپنے بچوں کو ایک
نظر بھی نہیں دیکھا اور۔۔۔ آپ۔۔۔ تھے کہ۔۔۔۔۔ وہ برا مناتی اسکے پاس سے اٹھنے لگی تھی۔
کہ یکدم اسنے اسے کھینچ کر خود میں قید کیا تھا۔

مجھے بد تمیز کہنے کی ہمت کسی میں نہیں۔۔۔ وہ اسے تکتا مصنوعی غصہ چہرہ پہ لاتا بولا۔

معاف۔۔۔۔۔ وہ اس سے معافی مانگنے لگی تھی کی وہ اسکے لبوں پہ اپنی شہادت کی انگلی رکھتا
اسکے الفاظ گم کر گیا تھا۔

تم ناں۔۔۔۔۔ بہت بد ہو ہو۔۔۔ وہ ہنستا ہوا اسپہ جھکنے لگا تھا کہ وہ یکدم اسے خود سے دور جھٹکتی
قہقہہ لگاتی کمرے سے نکلنے ہی والی تھی کہ بہروز نے اسے لپک کر اسکی پشت سے اسے اپنی
بانہوں میں بھرا۔

کہاں بھاگ رہی ہو۔۔۔ اسکی گردن پہ لب رکھتے پوچھا گیا۔

کھانا بنانا ہے چھوڑیں۔۔۔ وہ گلنار چہرہ لیئے لب کا ٹٹی گویا ہوئی۔

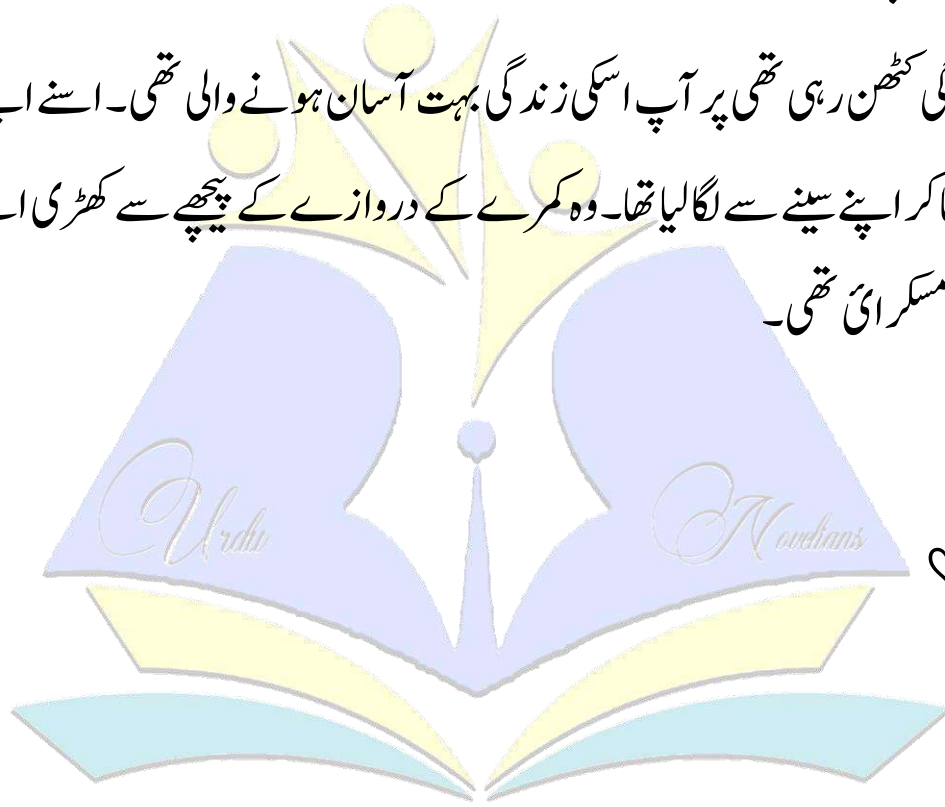
URDU NOVELIANS

پر میں تو کچھ اور۔۔۔" وہ اسے خود میں مزید بھینچ کر گویا ہوا۔ "

پلیز ہٹیں۔" وہ اس سے خود کو چھڑاتی بھاگی تھی۔ "

وہ قہقہہ لگاتا۔ اپنے بچوں کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔

ہاں اسکی زندگی کٹھن رہی تھی پر آپ اسکی زندگی بہت آسان ہونے والی تھی۔ اسنے اپنے بچوں کو گود میں اٹھا کر اپنے سینے سے لگالیا تھا۔ وہ کمرے کے دروازے کے پیچھے سے کھڑی اسے دیکھتی آسودگی سے مسکرائی تھی۔



♡ ختم شد ♡

URDU Novelians



